قرارداد مقاصد کا مقدمہ، سردار شیر عالم، چودھری محمد یوسف: ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی۔ کنگنی والا، گوجرانوالہ۔ فون: ۴۰۰۳۹۴-۰۵۵۔ صفحات: ۲۰۶۔ قیمت: ۱۲۰ روپے۔

اسلام پر پاکستان کی نظریاتی اساس کسی شک و شبہے سے بالاحقیقت ہے۔ تاہم، قیامِ پاکستان کے روز ہی سے، پاکستان میں اسلام اور سیکولرزم کی بحث شروع ہوگئی تھی۔ ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو پہلی دستور ساز اسمبلی نے اس بحث کا مسکت جواب 'قرارداد مقاصد' کی منظوری کی صورت میں دیا، اور پاکستان کی نظریاتی سمت کو قرارداد مقاصد کے آئینی اور قانونی اعتبار سے متعین کر دیا۔ بعدازاں ۱۹۵۶، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کے دساتیر میں اسے محض دیباچے میں جگہ دی گئی ہے اور ریاست و حکومت اس سے بے نیاز رہے۔ البتہ ۱۹۷۲ء میں جسٹس حمودالرحمٰن نے 'عاصمہ جیلانی کیس ۱۹۷۲ء' میں اس دستاویز کی اہمیت اور دساتیر میں نظرانداز کرنے کے المیے کی جانب لطیف پیرایے میں توجہ دلائی۔

جنرل محمد ضیاءالحق نے قرارداد مقاصد کو دستور کے مقدمے کے بجاے دستور کا مؤثر حصہ بنا دیا۔ جس کے بعد لاہور ہائی کورٹ نے 'سکینہ بی بی کیس ۱۹۹۲ء' میں فیصلہ دیا کہ دفعہ ۴۵ میں مندرج صدر پاکستان کے اختیارات، قرآن و سنت کے پابند ہیں۔ مگر سپریم کورٹ نے 'حاکم خاں کیس ۱۹۹۲ء' میں اس کے برعکس فیصلہ دیا:

۱- قرارداد مقاصد کی حیثیت کو محدود کر کے ایک رسمی خواہش کے دائرے میں بند کرنے کی کوشش کی۔ سردار شیر عالم ایڈووکیٹ [م: ۱۰ اپریل ۲۰۰۷ء] نے اس فیصلے کی شدت کو قلب و روح کی گہرائیوں میں محسوس کیا، اور اس کا فکری، دستوری اور اسلامی بنیادوں پر نہایت فاضلانہ تجزیہ تحریر کیا۔ جس نے سپریم کورٹ کے فیصلے سے پیدا شدہ صورت حال کو زیرغور لانے کے لیے سنجیدہ بنیاد فراہم کی۔

زیرنظر کتاب کا مرکزی حصہ اسی مقالے کا رواں اُردو ترجمہ (ص ۱۲۵-۱۸۹) چودھری محمد یوسف نے کیا ہے، جب کہ اسی مناسبت سے چند تحریریں اور ۱۹۹۲ء کے مذکورہ دونوں فیصلوں کا بھی ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے۔ (سلیم منصور خالد)